© rasailojaraid.com

اسلام کا نظامِ امن و امان

(غیر مسلم اسلام کی نظر میں)

از مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی (دار الافتاء دار العلوم دیوبند)

سلسلہ کے لئے دیکھئے "برہان" اکتوبر ۱۹۵۹ء

اوپر ہم اشارہ کر چکے ہیں، کہ اسلام کا قانونِ امن و امان ساری انسانی کائنات کی حفاظت کا ضامن ہے، اس قانون کی نظر میں مسلم غیر مسلم کی کوئی بحث نہیں۔ جس طرح دار الاسلام میں ایک مسلمان عزت و آبرو اور اطمینان و سکون کی زندگی کا مالک بنتا ہے، اس سے زیادہ غیر مسلم کا پاس و لحاظ ہے کہ اس کی آزادی اور اس کے امن و امان میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

اسلامی حکومت کا فریضہ اسلامی حکومت، کا فریضہ ہے کہ جو غیر مسلم رعایا کی حیثیت سے اس کی قلمرو میں رہتے ہوں، ان کی جان و مال، عزت و آبرو اور مذہبی آزادی پر حرف نہ آنے دے، جس طرح بھی ممکن ہو، سب سے پہلے ان کی خبر گیری رکھے اور اپنی اس ذمہ داری کو ادا کرے، اس لئے کہ یہ معاہد ہیں، اور ان کا مذہب، حکومت کے مذہب کے خلاف ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مذہب کا اختلاف ظلم و جور پر اکسانے کا ذریعہ بن جائے، اور خدا کی یہ بے گناہ مخلوق انصاف اور مساوات سے محروم رہ جائے۔

اسلامی حکومت کا نظریہ اسلامی حکومت ان تمام لوگوں کو، جو اس کی مشینوں کے پرزے بنے ہوئے ہیں، ذہن نشین کرتی ہے، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اس روئے زمین پر اپنے تمام بندوں کو خواہ اس کا مذہب و دین کچھ بھی ہو، رزق عطا کرتے ہیں، آرام و عافیت کے سامان میں مساوات برتتے ہیں، اسی طرح جو حکومت اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل پیرا ہے، اس کا بھی فریضہ ہے کہ ان دنیاوی معاملات میں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلوک روا نہ رکھے، اور مسلم وغیر مسلم سبھوں کے ساتھ یکساں معاملہ رکھے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

من قتل معاهداً لم يرح رائحة الجنة وان ريحها ليوجد من مسيرة اربعين عاماً۔ رواہ البخاری (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۱۸۵)

جو شخص اُس غیر مسلم کو قتل کرے گا جس سے معاہدہ ہو چکا ہے وہ جنت کی بو سے بھی محروم رہے گا۔ حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال تک کی مسافت تک پہنچتی ہے۔

جزیہ کے بعد غیر مسلم کا درجہ اسلامی حکومت میں | سوچنے کی بات بھی ہے کہ جب حکومت نے اُن کی ذمہ داری قبول کرلی اور انھوں نے وفاداری کا اقرار کرلیا، پھر کسی کو کیا حق پہونچتا ہے کہ ذمّی کے کسی ایک بچے کو بھی بلا وجہ ستائے۔ اُس وقت اور بھی جبکہ ان لوگوں نے جزیہ کی رقم دیکر اپنی حفاظت کا بار حکومتِ وقت پر ڈال دیا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

انما بذلوا الجزية لتكون دماءهم كدمائنا واموالهم كاموالنا (نصب الرایہ ج۲ ص۳۸۱)

ان غیر مسلموں نے جزیہ اسی لئے ادا کیا ہے کہ ان کا خون ہمارے خون کے برابر اور اُن کا مال ہمارے مال کے درجہ میں آجائے

دارقطنی میں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے:۔

قال علی من کانت له ذمتنا فدمه کدمنا ودیته کدیتنا (ایضاً)

حضرت علیؓ کا قول ہے جو غیر مسلم ہمارا ذمی بن جائے تو اس کا خون ہم جیسا خون ہوجاتا ہے اور اس کی دیت ہماری دیت کے برابر

ذمیوں کے حقوق اسلام میں | معلوم ہوا کہ ذمی (غیر مسلم) رعایا کو ملک میں وہی حقوق اسلام عطا کرتا ہے، جو مسلم رعایا کو حاصل ہے۔ قصاص کی بحث میں وضاحت سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جاچکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم رعایا میں سے کسی کو قتل کر ڈالے گا، تو جرم کے ثابت ہوجانے کے بعد اسے بھی حکومت قتل کروا ڈالے گی اور وہ بھی اس طرح کہ اس قاتل کو اس مقتول کا وارث خود قتل کرے گا یا کسی سے کرائیگا۔

مذہب و دین کے سلسلہ میں بحث گذر چکی ہے کہ اسلام مذہب کے سلسلہ میں آزادی کا قائل ہے۔ قرآن کا اعلان ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ اس کی بقدرِ ضرورت تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن قوموں پر جزیہ لگایا گیا، اور اس سلسلہ میں آپ نے اُن کو جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقوق عطا کیے، وہ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے، اس سے بڑی آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے غیر مسلم رعایا کا کس قدر لحاظ و پاس کیا ہے۔

اہل نجران خدمت نبوی میں نجران کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ نجران اور یمن سے سید و عاقب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور صلح کی درخواست کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا، کہ دو ہزار حلہ ماہ صفر میں اور ایک ہزار ماہ رجب میں دیا کریں، اور کچھ معمولی چیزیں اس سلسلہ میں طے پائیں، اور اس بدلے میں اُن کو یہ ذمہ داری کا پروانہ عطا کیا گیا:۔

وجعل لهم ذمة الله وعهده وان لا يفتنوا عن دينهم ومراتبهم فيه ولا يحشروا ولا يعشروا۔ (فتوح البلدان ص۷۱)	ان غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور عہد دیا گیا ہے، ان کو نہ تو ان کے مذہب کے سلسلہ میں ستایا جائے گا نہ اُن کے مرتبے گھٹائے جائیں گے، نہ ان سے فوجی خدمت لی جائے گی اور نہ عشر لیا جائے گا۔

اس میں بالکل صراحت موجود ہے کہ آنحضرتؐ نے دین و مرتبے کی طرف سے ان کو بالکل مطمئن کر دیا، صاحب ایلہ کے صلحنامہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محافظت کی وضاحت کی ہے۔

وكتب لهم كتابا بان يحفظوا ويمنعوا (فتوح البلدان ص ۶۸)	ان کو پروانہ لکھ دیا گیا ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے گی اور اُن کی طرف سے مدافعت کی جائے گی۔

امن کا پروانہ سرورِ کائناتؐ کی طرف سے اہلِ نجران کے سلسلہ میں جو مفصل صلحنامہ فتوح البلدان اور کتاب الخراج لابی یوسف میں ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ولنجران وحاشيتها جوار الله وذمة محمد النبي ورسول الله على انفسهم وملتهم وارضهم واموالهم وغائبهم وشاهدهم وعيرهم و بعثهم وامثلتهم لا يغير ما كانوا عليه	نجران کے غیر مسلم باشندوں اور اُن کے دوسرے ہمسایوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ، یہ پناہ اور ذمہ ان کی جان کے لئے ہے، اُن کے مذہب کے لئے ہے، ان کی زمین اور مال کے لئے ہے، اُن کے حاضر و غائب، قافلے، قاصد اور مذہبی نشانات تمام چیزوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولا يغير حق من حقوقهم وامثلتهم ولا يفتن اسقف من اسقفيته ولا راهب من رهبانيته ولا واقه من وقاهيته على ما تحت ايديهم من قليل او كثير وليس عليهم رهق ولا دم جاهلية ولا يحشرون ولا يعشرون ولا يطاء ارضهم جيش من سأل منهم حقا فبينهم النصف غير ظالمين ولا مظلومين بنجران ومن اكل منهم ربًا من ذى قبل فذمتى منه بريئة ولا يؤخذ منهم رجل بظلم آخر ولهم ما فى هٰذه الصحيفة جوار الله وذمة محمد النبى ابدا حتى ياتى الله ما نصحوا واصلحوا فيما عليهم غير مكلفين شيئًا بظلم۔

شهد ابوسفيان بن حرب وغيلان بن عمرو ومالك بن عوف من بنى نصر والاقرع بن حابس الحنظلى والمغيرة (فتوح البلدان ص۷۵)

کے لئے ہے، جس پر وہ اس وقت قائم ہیں، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی، ان کے حقوق و نشانات حالہا باقی رہیں گے تغیر و تبدل نہ ہوگا، ان کے سارے مذہبی عہدے باقی رکھے جائینگے نہ کسی اسقف کو اس کی جگہ سے ہٹایا جائے گا اور نہ راہب کو رہبانیت سے الگ کیا جائیگا اور نہ کسی خادم کلیسا کو اس کی جگہ سے محروم کیا جائے گا خواہ اس کے قبضہ میں تھوڑا ہو یا بہت،

ان پر جاہلیت کے زمانہ کے کسی خون یا عہد کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، اُن کو نہ فوجی خدمت پر مجبور کیا جائیگا، نہ عشر پر، اور نہ ان کی زمین کو کوئی لشکر پامال کریگا۔ اگر ان سے کسی حق کا کوئی مطالبہ کریگا تو پورا پورا انصاف ہوگا، اہل نجران میں نہ یہ ظالم بنیں گے اور نہ مظلوم، ان میں جو پہلے سود کھا چکا ہو اس سے میں پاک ہوں ان میں سے کوئی دوسرے کے ظلم کی وجہ سے پکڑا نہ جائیگا۔ اس امان نامہ میں جو کچھ ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ ہے۔ اس وقت تک کے لئے کہ اللہ تعالےٰ کا حکم آئے اور وہ سب خیر خواہی برتیں اور ان حقوق کو ادا کرتے رہیں جن کا عہد کیا ہے، ان پر کوئی ظلم و زیادتی نہ ہوگی۔

گواہ شد ابوسفیان بن حرب، غیلان بن عمرو، مالک بن عوف اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ۔

اس صلحنامہ کی عبارت بغور پڑھیں اور سوچیں کہ اس سے زیادہ کوئی حکومت کسی قوم کو اور کس چیز کی ضمانت دے سکتی ہے۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و ذمہ سے بڑھ کر اور کس کا عہد و ذمہ قابلِ اعتماد ہوسکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ذمی کی حیثیت | اور یہی نہیں بلکہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے:۔

الا من ظلم معاهدا او انتقصه او کلفه فوق طاقته او اخذ منه شیئاً بغیر طیب نفس فانا حجیجه یوم القیامة رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب الصلح ص۳۵۴)

سنو! جو کسی معاہد (غیر مسلم) پر ظلم کریگا یا اس کے حقوق میں کمی کریگا یا طاقت سے زیادہ تکلیف دیگا اور یا اس کی کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر لے گا تو میں قیامت کے دن اس کی طرف سے مستغیث بنوں گا۔

ظلم و زیادتی کا کوئی ایسا دروازہ نہیں ہے جس پر اسلام نے پہرہ نہ بٹھا دیا ہو، اور کسی قوم کے حقوق جتانے کی موثر سے موثر جو تدبیر ہو سکتی ہے، اُسے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہ کیا ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لب ولہجہ اور اندازِ بیان جیسا زوردار ہے وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں ہے، اس کے بعد بھی اگر کسی کو اطمینان نہ ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

خلفائے راشدین کا سلوک غیر مسلموں سے | خلفائے راشدین نے اپنے زمانہ میں جو فتوحات کی ہیں، ان کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے، وہاں آپ پڑھیں گے کہ اُنھوں نے بھی غیر مسلم رعایا کے ساتھ جس قدر رعایتیں ممکن ہو سکتی ہیں کیں، ۱۴ھ میں فتحِ دمشق کا واقعہ پیش آیا ہے، حضرت خالد بن ولید نے اس موقع سے جو امان نامہ عطا کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ هذا ما اعطی خالد بن الولید اهل دمشق اذا دخلها اعطاهم امانا علی انفسهم واموالهم و کنائسهم و سور مدینتهم، لا یهدم ولا یسکن شیٔ من دورهم لهم بذلك عهد الله ورسوله صلی اللہ علیه وسلم والخلفاء المؤمنین لا یعرض لهم الا بخیر اذا اعطوا الجزیة (فتوح البلدان ص۱۲۷ و ص۱۲۸)

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور کرم فرما ہے، یہ وہ پروانہ ہے جو خالد بن الولید نے اہلِ دمشق کو داخل ہوتے وقت عطا کیا، ان تمام کو جان و مال، اور عبادتخانوں اور شہر پناہ کی طرف امن بخشا، کنیسے اور شہر پناہ نہ ڈھائے جائیں گے اور نہ ان کے گھروں میں کوئی سکونت اختیار کریگا۔ اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اور تمام مومنین کی طرف سے عہد ہے، جب تک یہ جزیہ دیتے رہیں گے سوائی بھلائی کے اور کوئی چھیڑ چھاڑ نہ ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس امان نامہ کا آپ ایک ایک جملہ غور وفکر سے پڑھ جائیے، اور ناقدانہ نگاہ ڈال جائیے، مگر باایں ہمہ آپ کو ماننا پڑیگا، کہ غیر مسلم رعایا کے ساتھ کوئی ایسی رعایت نہیں ہے، جس کا پاس ولحاظ نہ رکھا گیا ہو، جان، مال، گرجے، شہر اور اُن کے گھر سب چیزوں کے امن وامان کا اعلان کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے حُسنِ سلوک کے اثرات مسلمانوں نے اپنے اُن عہد وپیمان کی وفاداری کا جیسا ثبوت دیا ہے، اس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی ہے۔ اور خود غیر مسلم رعایا نے اس سلسلہ میں اعترافِ احسان کیا ہے اور اپنے ہم مذہبوں کے مقابلہ میں مسلمان حکمرانوں کو ترجیح دی ہے۔ شام میں حضرت ابوعبیدہؓ اور آپ کے مسلمان حکام نے غیر مسلم کے ساتھ عدل ومساوات کا ایسا ثبوت بہم پہونچایا کہ وہاں کی رعایا مسلمانوں کی گرویدہ اور مددومعاون بن گئی۔

فلما رأى اهل الذمة وفاء المسلمين لهم وحسن السيرة فيهم صاروا اشداء على عدو المسلمين وعونا للمسلمين على اعدائهم فبعث اهل كل مدينة ممن جرى الصلح بينهم وبين المسلمين رجالا من قبلهم يتحسسون الاخبار عن الروم وعن ملكهم وما يريدون ان يصنعوا (کتاب الخراج لابی یوسف منہ)

ذمیوں (یعنی غیر مسلم رعایا) نے جب اپنے ساتھ مسلمانوں کی وفاداری اور حسن سلوک اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ دیکھا تو وہ اُن کے ایسے گرویدہ ہوگئے کہ اُن کے حامی ومددگار بن گئے اور ان کے دشمنوں کے سخت ترین مخالف، اور ان تمام شہروں کے باشندوں نے جن سے صلح ہوچکی تھی، اپنی طرف سے کچھ لوگوں کو بطور سی آئی ڈی روم کی طرف بھیجا کہ وہ اُن کے ملک اور ان کے ارادے کی رپورٹ حاصل کرکے مسلمانوں کو پہونچائیں۔

لی ہوئی رقم کی واپسی اور جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ دشمن کا ایسا سخت مقابلہ ہے، کہ بیک وقت ہم مقابلہ بھی کریں اور ذمیوں کی حفاظت بھی، ناممکن ہے، تو آپ نے حکم نافذ کردیا کہ اُن سے جو جزیہ اور ٹیکس وصول کیا گیا ہے، واپس کردیا جائے، اور اُن کے سامنے حکومت کی مجبوری پیش کردی جائے۔

فكتب ابوعبيدة الى كل وال ممن خلفه في المدن التي صالح اهلها يأمرهم ان يردوا عليهم ما جبي منهم

حضرت ابوعبیدہؓ نے ان تمام شہروں کے گورنروں کو لکھا جن سے صلح ہوچکی تھی کہ وہ اپنے اپنے شہروں میں ذمیوں کو خراج و جزیہ کی رقم جو وصول کرچکے ہیں واپس کردیں، اور اُن سے یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من الجزیة والخراج وکتب الیهم ان یقولوا لهم انما رددنا علیکم اموالکم لانه قد بلغنا ماجمع لنا من الجموع وانکم قد اشترطتم علینا ان نمنعکم وانا لا نقدر علی ذالک، وقد رددنا علیکم ما اخذنا منکم ونحن لکم علی الشرط وما کتبنا بیننا وبینکم ان نصرنا اللہ علیهم۔

کہدیں کہ ہم تمہاری یہ رقم اس لئے واپس کر رہے ہیں کہ دشمنوں کے ایک بڑے مجمع کی اطلاع ملی ہے، جو ہم سے برسرپیکار ہونے والا ہے اس نازک موقع پر ہم شاید اس شرط کو نباہ سکیں گے جس کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہاری حفاظت ہمارے ذمّہ ہے اور جو صورتِ حال سامنے ہے اس کے پیش نظر اس کی قدرت باقی نہیں رہے گی، لہٰذا جو رقم وصول کی تھی واپس ہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ نے ہماری مدد کی تو پھر ہم اسی شرط پر رہیں گے، جو دونوں کے درمیان طے پائی ہے۔

(کتاب الخراج ص۸۱)

غیر مسلم رعایا کے تاثرات | حسب الحکم ہر شہر کے ذمہ دار مسلمان حکمرانوں نے ذمیوں کے جزیئے اور خراج انہیں واپس کردئے اور یہ فرمان اپنے امیر العسکر کا پہونچا دیا، تو یہ ان سے بے حد متاثر اور ملول خاطر ہوئے اور دعائیں کرنے لگے کہ اللہ تعالےٰ ان مسلمانوں کی مدد فرمائیں، اور خدا کرے یہ پھر ہمارے اوپر حکمران بنکر واپس آئیں۔ اس لئے کہ اگر ان کے بجائے ہمارے ہم مذہب ظالم وجابر حکمرانوں کو اقتدار حاصل ہوگیا، تو پھر وہ ہمیں تباہ و برباد کرڈالیں گے، اور یہ تو انہی مسلمان حکمرانوں کا عدل ہے کہ لی ہوئی رقم واپس کردی، غیر مسلم ہوتے تو ہرگز واپس نہ کرتے، بلکہ بچا کھچا اثاثہ بھی ہڑپ کرلیتے۔

قالوا ردکم اللہ تعالیٰ علینا ونصرکم علیهم فلو کانوا هم لم یردّوا علینا شیئاً واخذوا کل شئی بقی لنا، حتی لا یدعوا شیئاً (ایضاً)

غیر مسلم رعایا کہنے لگی۔ اللہ تعالےٰ تم کو پھر ہمارے شہروں پر واپس لائیں، اور تمہاری تمہارے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کریں۔ اگر ہمارے ہم مذہب حکمراں ہوتے تو کچھ بھی واپس نہیں کرتے اور بچا کھچا سب ہتھیا لیتے،

اہل حیرہ حضرت خالد کی خدمت میں | اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت ۱۲ھ میں جب حضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خالد بن الولیدؓ نے حیرہ والوں کا محاصرہ کرلیا، اور آپ کے پاس والی حیرہ ایاس بن قبیصہ الطائی رؤسا کے ساتھ آئے، تو آپ نے ان پر اسلام، جزیہ اور لڑائی تین چیزیں علی الترتیب پیش کیں، کہ یا تو وہ سب اسلام قبول کرلیں، یہ نہ کرسکیں تو جزیہ دینا تسلیم کرلیں، اور سب کے آخر میں جنگ ہے۔

ابن بقیلہ کے ہاتھ میں زہر تھا، اُس نے کہا، یا تو آپ ہماری بات مان لیں ورنہ یہ زہر ہے، میں خودکشی کرلوں گا، اپنی قوم میں ایسی چیز کے ساتھ واپس نہیں جاسکتا، جو ان کو پسند نہیں، حضرت خالد بن الولیدؓ نے اُس کے ہاتھ سے زہر لے لیا اور بسم اللہ لا یضرّ مع اسمہ الخ پڑھکر نگل گئے، وہ سب یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے کہ زہر نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا، مختصر یہ کہ بالآخر جزیہ پر صلح کی بات طے ہوگئی صلحنامے کے مخصوص جملے یہ ہیں کہ یہ مسلمانوں کے خلاف کسی کافر کی اعانت نہ کریں گے اور نہ یہ مسلمانوں کے راز کسی پر فاش کریں گے، اور جزیہ کی رقم برابر ادا کرتے رہیں گے، اگر انھوں نے ان چیزوں کو جو عہد نامہ میں ہے مخالفت کی تو پھر اُن کے لئے نہ کوئی امان ہے نہ کوئی ذمّہ، اور اگر انھوں نے اس کی رعایت کی اور اس پر قائم رہے تو ان کو وہ سارے حقوق حاصل ہوں گے، جو معاہد کو ہوتے ہیں، اور ہمارے ذمّہ ان کی حفاظت ونگرانی کا فریضہ ہے۔

حضرت خالدؓ کی طرف سے امن کا پروانہ اور امداد کا وعدہ

اس صلحنامہ اور امن نامہ میں آپ نے ان غیر مسلم رعایا کے لئے اس کا بھی اعلان کیا کہ ان میں جو لوگ معذور ہیں، ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا اور اسی طرح بعد میں جو معذور ہو جائے گا اس وقت اس سے بھی جزیہ معاف کردیا جائے گا اور یہی نہیں بلکہ اگر وہ وفادار رعایا بن کر ملک میں رہا تو حکومت کی طرف سے اُس کی اور اُس کے بال بچوں کی کفالت کی جائے گی۔

شیخ ضعف عن العمل او اصابته آفة من الآفات او کان غنیا فافتقر وصار اهل دینه یتصدقون علیه طرحت جزیته وعیل من بیت مال المسلمین وعیاله ما اقام بدار الهجرة ودار الاسلام (کتاب الخراج ص۵۵)

جو بھی ضعیف العمر ناکارہ ہو جائے یا اُسے کوئی آفت پہنچ جائے، یا جو مالدار تھا وہ ایسا محتاج ہو جائے کہ اس کے ہم قوم اسے صدقہ دینے لگیں تو اُن سے جزیہ معاف کردیا جائے گا اور مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی اور اس کے بال بچوں کی مدد کی جائیگی جب تک وہ دارالاسلام میں اقامت گزیں رہیں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آخر میں اس کی بھی صراحت کی گئی تھی کہ ان غیر مسلم رعایا میں سے جو بھی امداد کی مسلمانوں سے درخواست کرے گا اُس کی درخواست منظور کی جائے گی، اور اس سلسلہ کے اخراجات کی ذمہ داری بیت المال پر ہوگی۔

فان طلبوا عونا من المسلمین اعینوا به ومعونته العون من بیت مال المسلمین۔ (کتاب الخراج صفحہ ۸۵)

اگر یہ لوگ مسلمانوں سے مدد کے طالب ہوں گے، ان کی مدد کی جائے گی اور اس مدد کا بار بیت المال پر ہوگا۔

مسلمان حکمرانوں کی وفاداری | مسلمانوں نے کبھی بھی امان نامے اور صلحنامے کی خلاف ورزی نہیں کی۔ بلکہ امان نامہ اور صلح نامہ کا اگر آپ بغور مطالعہ کریں گے تو، آپ محسوس کریں گے، کہ مسلمانوں نے اپنی حکومت میں دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں اور اُن کے دوسرے مذہبی مراسم کو جس طرح وسعتِ قلبی سے باقی رکھا ہے، یہ انہی کا حصہ ہے، عانات اور دوسرے شہروں کے صلح ناموں میں صراحت ہے۔

فصالحهم واعطاه ما اراد علی ان لا یهدم لهم بیعة ولا کنیسة وعلی ان یضربوا نواقیسهم فی ای ساعة شاؤا من لیل او نهار الا فی اوقات الصلوات وعلی ان یخرجوا الصلبان فی ایام عیدهم (ایضاً صفحہ ۸۶)

ان سے صلح کی اور جو وہ چاہتے تھے اس کے لئے امان نامہ عطا کیا کہ نہ اُن کے گرجے اور عبادت خانے ڈھائے جائیں گے اور نہ ناقوس بجانے پر کوئی پابندی ہوگی، اوقاتِ نماز کے علاوہ دن رات کے جس حصہ میں چاہیں گے سنکھ پھونک سکیں گے اور اسی طرح اپنے ایامِ عید میں صلیب نکالیں گے۔

اور اس پر عمل برابر باقی رہا، کسی نے بھی اس کی خلاف ورزی نہیں کی۔

فادّوا الیه الجزیة وترکت البیع والکنائس، لم تهدم لما جری من الصلح بین المسلمین واهل الذمة ولم یرد ذالك علی خالد ابوبکر ولا ردہ بعد ابی بکر عمر، ولا عثمان ولا علی رضی اللہ عنهم اجمعین (ایضاً صفحہ ۸۷)

ذمیوں نے مسلمانوں کو جزیہ ادا کیا اور گرجے اور ان کے عبادت خانے چھوڑ دیئے، ڈھائے نہیں گئے، اور مسلمانوں اور ذمیوں کے درمیان جن چیزوں پر صلح ہوئی تھی وہ برابر باقی رہی، نہ حضرت خالد کے اس صلح نامے کو حضرت ابوبکرؓ نے رد کیا اور نہ آپ کے بعد حضرت عمرؓ نے اور نہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے، رضی اللہ عنہم۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاف ورزی کی سختی کے ساتھ ممانعت | حضرت امام ابو یوسف رح نے اپنے زمانہ میں اسی پر عمل باقی رکھا، اور اس کی خلاف ورزی سے سختی کے ساتھ منع کیا، اور ہر زمانہ کے علماء نے صلح ناموں کے احترام پر حکومتِ وقت کو مجبور کیا، چنانچہ مسلمان حکومت نے کبھی خلاف ورزی کی جرأت نہیں کی، البتہ وہ شہر جن کو مسلمانوں نے بسایا، ان میں ذمیوں کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ اپنے ان دینی شعار کو وجود بخشیں، جو اسلام کے خلاف ہیں۔

صلح نامے اور امان نامے میں جو چیزیں طے پا چکی ہیں اُن پر عمل کے متعلق امام ابو یوسف رح لکھتے ہیں:۔

قال ابو یوسف ولست اری ان یهدم شیء مما جری علیه الصلح ولا یحول (کتاب الخراج ص۸۳)

جن امور پر صلح ہو چکی ہے ان کی خلاف ورزی میں جائز نہیں سمجھتا۔

امام ابو یوسف رح نے لکھا ہے کہ جب کسی وقت مسلمان حکمرانوں میں سے کسی نے اس کے خلاف کرنے کی جرأت کی تو ذمیوں نے وہ کاغذات پیش کئے، جو صلح نامے اور امان نامے کی شکل میں اُن کے پاس موجود تھے، چنانچہ فقہاء وقت نے ذمیوں کی حمایت کی، اور حکمرانوں کے اس غلط ارادہ کو معیوب جانا، اور ان کی سختی کے ساتھ مخالفت کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس ارادہ سے باز آگئے۔

فکفوا عما ارادوا (ایضاً)

چنانچہ وہ سب اپنے ارادے سے باز آگئے۔

مسلمان شہروں میں ذمیوں کو مذہبی شعار کے اظہار کی اجازت نہیں اور اسکی وجہ | البتہ ان شہروں میں گرجے اور کنیسے کی ممانعت، جو مسلمانوں نے بعد میں بسائے اس وجہ سے ہے کہ ان میں یہ پہلے سے آباد نہیں ہوتے ہیں۔

عن عکرمة عن ابن عباس انه سئل عن العجم الهم ان یحدثوا بیعة او کنیسة فی بلاد امصار المسلمین فقال اما مصر مصرته العرب فلیس لهم ان یحدثوا فیه بناء بیعة وکنیسة ولا یضربوا فیه بناقوس ولا یظهروا فیه خمرا ولا یتخذوا فیه خنزیرا و

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ ان سے عجمیوں کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا ذمیوں کو مسلمانی شہروں میں نئے گرجے اور عبادت خانے بنانے کا حق حاصل ہوگا، حضرت عبداللہ بن عباس رض نے جواب دیا کہ وہ شہر جسے مسلمانوں نے آباد کیا ہے، ان میں ان ذمیوں کو نئے گرجے اور کنیسے بنانے کا حق حاصل نہ ہوگا اور نہ وہ ان شہروں میں سنکھ پھونکیں گے نہ علی الاعلان شراب کی بیع و فروخت کریں گے اور نہ خنزیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کل مصر کانت العجم مصرته ففتحه الله علی العرب فنزلوا علی حکمهم فللعجم ما فی عهدهم وعلی العرب ان یوفوا لهم بذالک (کتاب الخراج ص۸۸)

داخل کریں گے۔ البتہ جو شہر عجمیوں کے بسائے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر تسلط بخشا یا ہو لیکن انھوں نے ان کو باقی رکھا ہے اور جو کچھ باہم معاہدہ ہوا ہو اس کا عجمیوں کو حق ہے اور مسلمانوں کی ذمہ داری ہو کہ وہ اپنے عہد کو ان کے حق میں پورا کر دکھائیں اور اسی پر جمے رہیں

شہروں کی مختلف قسمیں | اصل میں شہروں کی تین قسمیں ہیں، ایک تو وہ جسے مسلمانوں نے از سر نو آباد کیا ہو، اور بسایا ہو جیسے کوفہ، بغداد اور اس طرح کے دوسرے شہر، ان میں ذمیوں کے لئے کنیسہ بنانا جائز نہیں، دوسرا وہ شہر جسے مسلمانوں نے طاقت سے حاصل کیا ہو، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ نیا گرجا بنانا جائز نہیں ہے، اور تیسرا وہ شہر جو صلح سے حاصل ہوا اور وہاں کے باشندے زمین سے بے دخل نہیں کئے گئے تو اس شہر میں اپنی زمین پر نیا گرجا بنانا جائز ہوگا، اور اگر زمین ان کے قبضہ میں نہیں رکھی گئی، مگر شرائط میں اس کی اجازت موجود ہے تو بھی درست ہوگا۔[1]

مسلمانوں کا مقام | اس تفصیل کے بعد مسئلہ میں کوئی گنجلک باقی نہیں رہ جاتی ہے، مگر یہ جو کچھ ہے اجازت ہے، اس کا یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان حکمران بنانے کا حکم دیں، یا مجبور کریں۔

ان معنی قولهم لا نمنعهم من الترمیم لیس المراد انه جائز نامرهم به بل بمعنی نترکهم وما یدینون (رد المختار ص۳۷۵ ج۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ہم مرمت سے منع نہ کریں گے، یہ منشا نہیں ہے کہ ہمارے لئے ان کو اس کام کے لئے حکم دینا جائز ہے بلکہ ہم ان کو ان کے مذہب و معتقدات پر چھوڑ دیں گے۔

بعض علماء کی رائے | اسی طرح جن مسلمان شہروں میں غیر مسلم کو کفر کے آثار کے قیام کی اجازت نہیں ہے، اس کا مفہوم بھی بعض علماء نے یہی سمجھا ہے کہ ذمیوں کو قانونی طور پر ان میں گرجے، بت خانے اور دوسرے اس طرح کے کاموں کا شہری حق حاصل نہیں ہے، لیکن مسلمان حکمرانوں کی اجازت سے وہ بنا سکتے ہیں، اور تاریخ کی شہادت ہے کہ انھوں نے بنایا بھی ہے، اور ان کو اجازت بھی ملی ہو، شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

---

[1] رد المختار مطلب ان الامصار ثلثة ص۳۷۴ ج۳ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ فتویٰ بھی اس لحاظ سے تھا کہ اس وقت تک مسلمان اور دوسری قومیں اچھی طرح ملے جلے نہیں تھے، لیکن جب یہ حالت نہیں رہی، تو وہ فیصلہ بھی نہیں رہا، چنانچہ خاص اسلامی شہروں میں اس کثرت سے گرجا، بُت خانے، آتشکدے بنے کہ اُن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ بغداد خاص مسلمانوں کا آباد کیا ہوا شہر ہے، وہاں کے گرجوں کے نام معجم البلدان میں کثرت سے ملتے ہیں، قاہرہ میں جو گرجے بنے وہ مسلمانوں ہی کے عہد میں بنے۔"[1]

مسلمان حکمرانوں کی رواداری مسلمان حکمراں کی رواداری اور انصاف کے سیکڑوں واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں، جو رہتی دنیا تک ان جھوٹے، فتنہ انگیز عیسائی اور غیر مسلم مصنفوں کی تردید کرتے رہیں گے، جو اسلامی نظام حکومت اور مسلمان حکمرانوں کے خلاف زہر اُگلتے رہتے ہیں، اور ان کو تنگ دل اور نا انصاف لکھنے میں بے حیائی سے کام لیتے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کا انصاف عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ تاریخی واقعہ بہت مشہور ہے اور اپنی جگہ بالکل صحیح کہ انھوں نے اپنے عہدِ حکومت میں، عیسائیوں کی درخواست پر جامع مسجد دمشق کے اس حصہ کے ڈھانے اور عیسائیوں کے حوالہ کر دینے کا حکم دے دیا تھا، جسے ولید بن عبدالملک نے غصہ میں زبردستی عیسائیوں کی مرضی کے بغیر جامع مسجد میں شامل کر لیا تھا، بالآخر مسلمانوں نے عیسائیوں کو راضی کیا، اور غوطہ نامی شہر کے وہ تمام گرجے جن کو انھوں نے قوت سے فتح کیا تھا، عیسائیوں کو جامع دمشق کے اس حصہ کے بدلہ واپس کیا، اور پھر عیسائیوں کی درخواست پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ تبادلہ منظور کیا اور جامع مسجد کے انہدام کا حکم واپس لیا۔[2]

(باقی)

---

[1] رسائل شبلی ص۲۷ - [2] تفصیل کے لئے دیکھئے فتوح البلدان ص۱۳۲

حیاتِ اجمل

مرتب قاضی عبدالغفار صاحب۔ یہ مسیح الملک محمد اجمل خاں صاحب کی سوانح عمری ہی نہیں ہے بلکہ اس میں اس دور کی پوری سیاسی تحریکات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ **مکتبۂ برہان اردو بازار۔ دہلی ۶**

© rasailojaraid.com